وہ بے کفن و گور یہ بے مقنع و چادر
لوٹے گئے دن بیاہ کے دُلھا دُلھن ایسے

کہتے تھے حرم حادثہ درپیش ہے کوئی
روتے ہیں گلے مل کے جو بھائی بہن ایسے

عریان رہے لاشے شہیدوں کے چہل روز
نایاب تھے کیوں چرخ بہتّر کفن ایسے

نو لاکھ کو ششدر کیا اِک اِک نے دمِ جنگ
شبیرؑ کے ہمراہ تھے بہتّر دو تن ایسے

تھا گنجِ شہیداں پہ یہ رہ گیروں کا نوحہ
افسوس کہ پامال ہوئے گل بدن ایسے

کیا زینبؑ و شبیرؑ کی الفت کا کہوں حال
تا حشر نہ اب ہوئیں گے بھائی بہن ایسے

جز ذات خدا سب تھے دبیرؔ آہ و بکا میں
مقتل میں ہوئے شیرِ خدا نعرہ زن ایسے

÷

چہل روز چالیس دن

سلام

ٹکڑے اے مُجرئی زہراؑ کا چمن ہوتا ہے
مثلِ گُل چاک پیمبرؐ کا کفن ہوتا ہے

بیاہ کا جوڑا پہن کر یہ کہا قاسمؑ نے
سچ ہے یہ سُرخ شہیدوں کا کفن ہوتا ہے

کہا حوروں نے کہ یا ساقیِ کوثر فریاد
ذبح فرزند ترا تِشنہ دہن ہوتا ہے

شہداؑ کہتے تھے ہیں قید میں عابدؑ دیکھیں
کب میسّر شہؑ بے کس کو کفن ہوتا ہے

پہنا جب خلعتِ شادی تو قضا نے یہ کہا
اب کوئی دم میں یہ رنڈسالا دُلھن ہوتا ہے

کہتی تھی قومِ اسد ہے یہ خدا کی قدرت
بے کفن دفن شہنشاہِ زمن ہوتا ہے

جس نے کی عاصیوں کی عقدہ کشائی افسوس
اُس کا فرزند گرفتارِ رسن ہوتا ہے

خلعت: لباس

کہا صغراؑ نے کہ پردیسی مرے پیاسے ہیں
دم بدم خشک یہاں میرا دہن ہوتا ہے

بعد مسلمؑ جو چلے شاہؑ تو مسلمؑ نے کہا
رفتہ رفتہ یونہی ویران وطن ہوتا ہے

رو کے زینبؑ نے کہا باندھیے سہرا آ کر
بیاہ قاسمؑ کا اب اے بھائی حسنؑ ہوتا ہے

پوچھا زینبؑ نے کہ کیوں طبل بجاتے ہیں عدو
شہؑ نے فرمایا میرا کوچ بہن ہوتا ہے

ذبح کے بعد زباں نکلی ہوئی تھی شہؑ کی
تر کہیں تیغ کے پانی سے دہن ہوتا ہے

کہا فضہ نے کہ فریاد الٰہی فریاد
کنبہ زہراؑ کا گرفتار رسن ہوتا ہے

کہا یہ ہند نے زینبؑ سے بتاؤ مجھے نام
کہ عیاں فاطمہؑ کا تم سے چلن ہوتا ہے

عاصیوں: گناہ گاروں / عقدہ کشائی: مشکلیں حل کرنا

قطعہ

دخترِ ہند سے رو کر یہ سکینہؑ نے کہا
دم بدم دل پہ فزوں رنج و مِحَن ہوتا ہے

میرا کُرتہ جو پھٹا ہے نہ سمجھ مجھ کو حقیر
حال ایسا ہی یتیموں کا بہن ہوتا ہے

جس پہ ہوتی ہے عنایات شہؑ دیں کی دبیرؔ
اُس کا مقبول دوعالم میں سخن ہوتا ہے

سلام

اُس کو مجرا نہ جسے خوف تھا شمشیروں سے
تیرِ مژگاں کو بھی جنبش نہ ہوئی تیروں سے

شہؑ کے لشکر پہ وہ حیرت تھی کہ ویسی حیرت
کوئی پائے نہ مرقّع کی بھی تصویروں سے

شاہؑ نے خواب جو دیکھا کئی تعبیریں کہیں
خوف زینبؑ کو رہا خواب کی تعبیروں سے

کیا ہی عابدؑ کو ہوا غم جونہی اعدا نے کہا
چادریں لے لو کوئی شاہؑ کی ہمشیروں سے

شاہؑ کرتے جو طلب آب تو اعدا کہتے
پانی ملنے کا نہیں آپ کی تقریروں سے

جب کہ پانی نہ ملا شہؑ نے حرم سے یہ کہا
کیا کریں کام پڑا ہم کو تو بے پیروں سے

اہلِ کوفہ سے کہا شہؑ نے کہ نامے بھیجے
مجھ کو حیرت ہے کہ تم پھر گئے تحریروں سے

مژگاں: پلک، جنبش: حرکت، مرقّع: نقاشی

ذبح کے وقت ادا شہؑ سے تھی ہر دم تکبیر
اس طرح کس کی شہادت ہوئی تکبیروں سے

حیف وہ قتل ہوا جس کو علیؑ نے پالا
سیکڑوں رنج سے اور لاکھوں ہی تدبیروں سے

بولے عابدؑ مجھے کیوں قید ہیں کرتے اعدا؟
سلسلہ صبر کا جاتا نہیں زنجیروں سے

سر برہنہ تھے حرم کہتے تھے سایہ ہے ہمیں
دم بدم آیۂ قرآں کی توقیروں سے

کہتے تھے شہؑ کے موالی کہ لٹا گھر تو لٹا
ہم کو منصب ہے ملا خلد کی جاگیروں سے

گنجِ اختر یہ نہیں مہر نہیں ماہ نہیں
یہ مشبک ہے فلک آہوں کی تاثیروں سے

خدمتِ گنجِ شہیداں جسے ملتی ہے دبیرؔ
خاک اُس در کی ہے کافی اُسے اکسیروں سے

موالی: پیرو/ منصب: عہدہ/ گنج: خزانہ/ اکسیر: کیمیا/ مشبک: سوراخ دار

سلام

قتلِ شبیرؑ کے تھے مُجرئی ساماں کتنے
ایک حلقوم تھا اور خنجرِ براں کتنے

مُجرئی ذرّے ہیں اس غم سے پریشاں کتنے
مل گئے خاک میں شہؑ کے مہِ تاباں کتنے

مُجرئی تشنہ دہن تھے شہِؑ ذی شاں کتنے
آبِ شمشیر کو پی کر ہوئے خنداں کتنے

لبِ سوفار جو گویا ہو تو یہ پوچھوں میں
تنِ شبیرؑ میں پیوست تھے پیکاں کتنے

قاسمؑ و اکبرؑ و عباسِؑ علیؑ وائے ستم
نوجوانانِ پیمبرؐ ہوئے بے جاں کتنے

خوں بہا مانگا کی محشر میں بہتر(۷۲) تن کا
ہاتھ میں فاطمہؑ کے ہوں گے گریباں کتنے

حلقوم: حلق / براں: تیز / مہِ تاباں: چمکتے چاند / خنداں: ہنس مکھ / لبِ سوفار: تیر کا منہ / پیکاں: تیر / فرقت: جدائی / خوں بہا: قصاص / ہراساں: خوف زدہ / رفتہ رفتہ: آہستہ آہستہ

باقرؑ و فاطمہؑ کبریٰؑ و سکینہؑ معصوم
ایک رسّی میں گرفتار تھے ناداں کتنے

خوفِ شب خوں تھا غمِ فرقتِ شبیرؑ بھی تھا
حرمِ شہؑ تھے شبِ قتل ہراساں کتنے

کہا زینبؑ نے کہ شیریں نے اُڑھائی چادر
رفتہ رفتہ ہم ہوئے بے سر و ساماں کتنے

سر کٹانے کی خوشی تھی پہ یہ غم تھا شہؑ کو
خلق میں ہوئیں گے بدنام مسلماں کتنے

نہ تو سایہ تھا نہ بستر تھا نہ تھا آب و طعام
حرمِ شہؑ پہ ہوئے صدمۂ زنداں کتنے

شاہؑ کہتے تھے کہ سیراب ہوا غم سے چھٹا
تیغِ قاتل کے مرے سر پہ ہیں احساں کتنے

بولی زینبؑ ہمیں سر ننگے پھرایا در در
واہ یہ لوگ بھی ہیں صاحبِ ایماں کتنے

خلق: مخلوق دنیا/طعام: غذا/جراحت: زخم/صحبت: ساتھ بیٹھنا ہم نشینی

دیکھ گل ہائے جراحت شہداؑ کہتے تھے
تختۂ تن پہ ہیں سر سبز گلستاں کتنے

صاحبِ فیض ہوں میں فیضِ شہِؑ دیں سے دبیرؔ
ہو گئے ہیں مری صحبت میں سخن داں کتنے

سلام

مُجرئی گلچینِ قضا شبیرؑ کے گلشن میں ہے
ہر گُلِ باغِ امامت موت کے دامن میں ہے

مُجرئی جو پنجتنؑ کے سایۂ دامن میں ہے
مثلِ رضواں وہ ہمیشہ خُلد کے گلشن میں ہے

دل عنادل کی طرح اے مُجرئی شیون میں ہے
معدنِ دُر ہائے شبنم اشکوں سے دامن میں ہے

لختِ دل سے چشمِ تر یاقوت کی معدن میں ہے
بے بہا لعلِ بدخشاں مُجرئی دامن میں ہے

کیا مقام و کوچ شہؑ کے قافلے کا رَن میں ہے
پہلی منزل خلد کی اے مُجرئی مدفن میں ہے

مُجرئی کہتے تھے عابدؑ تپ سے لرزہ تن میں ہے
کس طرح جاؤں مسیحا میرا تنہا رن میں ہے

گلچیں: پھول توڑنے والا/عنادل: بلبل/شیون: غم/دُر ہائے: موتیوں/لختِ دل: دل کا ٹکڑا/بے بہا: قیمتی

قیدِ عابدؑ سے سلامی دل مراثیوں میں ہے
آج تک طوقِ گراں تصویر کی گردن میں ہے

جلوہ ماہِ بنی ہاشم سلامی رن میں ہے
یا تجلی نور حق کی وادیِ ایمن میں ہے

قطعہ

اسلحہ سج کر گئے رن میں جو ہم شکلِ نبیؐ
بولے اعدا غرق اکبرؑ قلزم آہن میں ہے

بکتر و چار آئینہ خود و زرہ تیغ و سپر
واہ کیا کیا زیورِ جنگ اس جواں کے تن میں ہے

گلشنِ قدرت کی ہے برگِ گُلِ سوسن سپر
کب اثر ایسا دعائے اطہرِ سوسن میں ہے

ایک جوشن ہے کبیر اور اِک صغیر آفاق میں
پر خواصِ جوشنین اکبرؑ کے اک جوشن میں ہے

ہے یہ آغوشِ کماں معمور نورِ دوش سے
زور توسن کو تجلی کہکشاں کی رن میں ہے

معمور: بھرا ہوا/قامت: پیکر/ابلق: سیاہ سفید گھوڑا/توسن: گھوڑا/سرعت: تیز رفتار

قامتِ پُرنور کی ہے تاب رشکِ آفتاب
سایہ اس کے قد کا طوبیٰ خلد کے گلشن میں ہے

حال و استقبال ہو جاتے ہیں ماضی ہر قدم
ابلقِ ایام حیراں سرعتِ توسن میں ہے

میں فدائے آبروئے تشنہ گانِ کربلا
مثلِ کوثر حکم جاری خُلد کے گلشن میں ہے

قبرِ اصغرؑ سے کہا بانو نے: راحت دیجیو
سونے والا میرے دامن کا ترے دامن میں ہے

دیکھ کر حُر کو سپاہِ شام میں بولے حسینؑ
اک محبِ پنجتنؑ اس لشکرِ دشمن میں ہے

یک بیک گہنے کا لٹنا دفعتاً داغِ پدر
کیا سکینہؑ پر ہجومِ درد و غم بچپن میں ہے

تا دمِ محشر شہادت کی گواہی کے لیے
سرخیِ خونِ شہیداں دشت کے دامن میں ہے

قبرِ زہراؑ سے ہوئے رخصت جو شہؑ آئی ندا
روح تیرے ساتھ ہے قالب مرا مدفن میں ہے

پوچھتی تھی فاطمۂ صغرٰی نسیمِ صبح سے
نونہالِ احمدؐ مختار کس گلشن میں ہے

قطعہ

حالِ صغرٰی دیکھ کر ہمسائیاں کہتی تھیں آہ
چشم صرفِ اشک ہے دل نالہ و شیون میں ہے

ضعف سے جنبش نہیں مطلق تنِ لاغر کو اب
ہے کفن میں مردہ یا صغرٰی یہ پیراہن میں ہے

شہؑ کے سر سے بولے عابدؑ اے مسیحا الغیاث
پاؤں میں زنجیر ہے طوق و رسن گردن میں ہے

قطعہ

چشمِ زخمِ شاہؑ نے دیکھی نہ جو بخیہ کی شکل
شرم سے کُھلتی نہیں اب دیدۂ سوزن میں ہے

کوچۂ زخمِ تنِ شاہؑ میں نہ کی بخیہ نے راہ
آمد و شد رشتے کی کیوں خانۂ سوزن میں ہے

تنگ چشمی سے نہ روئے حالِ شہؑ پر اہلِ شام
واقعی اشکوں کی جا کب دیدۂ سوزن میں ہے

قالب: جسم/ نونہال: کمسن بچہ (علی اصغرؑ) / صرف: مصروف/ مطلق: بالکل/ دیدہ: آنکھ/ بخیہ: ٹانکا/ رشتے: دھاگا/ سوزن: سوئی

شام کو بانو چلی مقتل سے تو رو کر کہا
اے شہیدو ہوشیار اصغرؑ بھی میرا رن میں ہے

بسکہ ہے وقتِ ظہورِ مہدیِ ہادیؑ کا شوق
مہر سے چشمِ مسیحا چرخ کے روزن میں ہے۔

نار میں مضطر ہے جیسا غاصبِ باغِ فدک
بے قراری کب کسی دانے کو وہ خرمن میں ہے

بولے شہؑ خنجر میں شیرِ فاطمہؑ کا ہے مزا
دامنِ مادر کی صورت قبر کے دامن میں ہے

شہرہ ہے تیری زبانِ دُر فشاں کا اے دبیرؔ
لعل پوشیدہ وفورِ شرم سے معدن میں ہے

سلام

ہجرئی سبطِ نبیؐ جب کہ وطن سے نکلے
جان کیوں فاطمہ صغرئی کی نہ تن سے نکلے

جو سخن مدحِ شہِؑ دیں میں دہن سے نکلے
کم نہ قیمت میں کبھی دُرِ عدن سے نکلے

یا علیؑ وقتِ قضا جس کے دہن سے نکلے
جان آرام سے اے ہجرئی تن سے نکلے

قطعہ

دفن کے وقت یہ عابدؑ سے کہا زینبؑ نے
تیر کتنے مرے بھائی کے بدن سے نکلے

بولے سجادؑ کہ کیا پوچھتے ہو تیروں کو
نکلے کچھ اور نہ کچھ شاہؑ کے تن سے نکلے

ماں نے اکبرؑ سے کہا بیٹا جواں مرتے ہو
جان سختی سے نہ کیوں تیرے بدن سے نکلے

دُرِ عدن: عدن کے موتی/ قضا: موت

کہا عابدؑ نے سکینہؑ سے نہ رو مرقد پہ
لاش بابا کی تڑپ کر نہ کفن سے نکلے

شادی اکبرؑ کی نہ کی سالگرہ اصغرؑ کی
کچھ بھی ارماں نہ دلِ شاہِ زمنؑ سے نکلے

پانی پلوانا مرے نام پہ پیاسوں کو مدام
گھر سے شبیرؑ یہی کہہ کے بہن سے نکلے

قطعہ

کیا کہوں شام میں عابدؑ کی اسیری کا حال
ایک ساعت نہ کبھی رنج و محن سے نکلے

قید خانے سے وہ نکلے تو رسن میں وہ بندھے
آئے زنداں میں اگر قیدِ رسن سے نکلے

آیا میدان میں قاسمؑ تو پسر ارزق کے
جنگ کے واسطے فرزندِ حسنؑ سے نکلے

اشکِ خونی نہ بہیں چشمِ علیؑ سے کیوں کر
خوں جو عباسؑ دلاور کے بدن سے نکلے

اسیری: قید، ساعت: گھڑی، ناوک: تیر

حق سے کرتے تھے دعا خشک زباں سے یہ حسینؑ
زیرِ خنجر بھی ترا نام دہن سے نکلے

قید خانہ میں سکینہؑ یہی کرتی تھی دُعا
گردنِ عابدؑ بیمار رسن سے نکلے

توشۂ راہ کفن اور نگہبان قضا
کس تباہی سے حسینؑ اپنے وطن سے نکلے

ناوکِ غم دلِ شبیرؑ میں پیہم گزرے
تیر جس وقت کہ تابوتِ حسنؑ سے نکلے

خیمہ شاہؑ میں ہوا اُس گھڑی ماتم برپا
لے کے رخصت جو ہیں شبیرؑ بہن سے نکلے

رفقا کہتے تھے ہو ہو کے فدائے شبیرؑ
شکر صد شکر کہ اب رنج و محن سے نکلے

قطعہ

حلقِ نازک علی اصغرؑ کا کہاں تیر کہاں
سہم کر روح نہ کیوں اُس کے بدن سے نکلے

ہچکیاں لے کے جو دودھ اُگلا تو تھا حلق یہ خشک
دودھ کے قطرے بھی رُک رُک کے دہن سے نکلے

پیہم : یکے بعد دیگر

ہے غمِ باغِ نبوّت میں اِسے در بدری
ورنہ کیا کام ہے گُل کو جو چمن سے نکلے

اخترؔ ان کو نہ کہو سبطِ نبیؐ کے غم میں
ہیں یہ شعلے جگرِ چرخِ کہن سے نکلے

ہم نے میزانِ نظر میں جو کیا وزن دبیرؔ
دُرِ شہوار بھی کم میرے سخن سے نکلے

سلام

مُجرئی مالکِ کوثر کو جو پانی نہ ملے
چشمِ سجادؑ کو کیوں اشک فشانی نہ ملے

جس کا اے مُجرئی کونین میں ثانی نہ ملے
ہائے وہ قتل ہو اور بوند بھی پانی نہ ملے

شاہؑ کہتے تھے جو ہونی ہو وہ مجھ پہ ہوئے
خاک میں پُر علی اکبرؑ کی جوانی نہ ملے

کیا قیامت ہے جو ہو ساقیِ کوثر کا پسر
اُس کے مرقد پہ چھڑکنے کو بھی پانی نہ ملے

قید خانے میں یہ تھا بیوۂ مسلمؑ کا بیاں
ایسے بچھڑے کہ مرے یوسفؑ ثانی نہ ملے

سر مسلمؑ درِ کوفہ میں ملا برچھی پہ
لیکن اس شہر میں لوگو مرے جانی نہ ملے

گر کرے تا بہ قیامت فلکِ پیر تلاش
بے کسی میں کوئی شبیرؑ کا ثانی نہ ملے

اشک فشانی: آنسو بہانا، مرقد: قبر، کلک: قلم

قصۂ سیدِ مظلوم ہے کتنا پُر درد
اس فسانہ سے کسی کی بھی کہانی نہ ملے

کلکِ قدرت نے یہ تھا موجوں کی سطروں میں لکھا
یعنی اس نہر کا عبّاسؑ کو پانی نہ ملے

کیوں فلک یوسفؑ و یعقوبؑ تو پھر اِک جا ہوں
زندہ شبیرؑ سے شبیرؑ کا جانی نہ ملے

کیوں نہ محتاجِ کفن ہوئے وہ بے کس نوشاہ
بیاہ کی شب جسے پوشاکِ شہانی نہ ملے

شمر سے کہتی تھی زینبؑ ہمیں سر ننگے کیا
چین تجھ کو کبھی اے ظلم کے بانی نہ ملے

پڑھتے ہی عرضیِ صغرٰیؑ کو ہوئے قتل حسینؑ
قاصدِ خستہ کو پیغام زبانی نہ ملے

شہؑ نے اعدا سے کہا پانی دو گر اصغرؑ کو
خاک میں گل کی مرے غنچہ دہانی نہ ملے

داغِ اولاد و غمِ تشنگی و گرسنگی
شاہؑ کو کون سے اندوہ نہانی نہ ملے

ماں سے قاسمؑ نے کہا خوں میں رنگیں گے پوشاک
غم نہیں ہم کو جو پوشاک شہانی نہ ملے

مجھ کو ہر لحظہ تأسف یہی رہتا ہے دبیرؔ
ہم تو پانی پئیں شبیرؑ کو پانی نہ ملے

سلام

سلامی دوپہر تک شہؑ کے لشکر کی صفائی ہے
بہتّر تن کے اُوپر لاکھ ظالم کی چڑھائی ہے

سلامی شہؑ نے گردن سجدۂ حق میں کٹائی ہے
اُدھر سے آئی ہے زہراؑ اِدھر سے موت آئی ہے

سلامی دخترِ شیرؑ خدا بلوے میں آئی ہے
اُٹھا کر ہاتھ کہتی ہے: خداوندا دہائی ہے

کہا اکبرؑ نے نیزہ مجھ کو ظالم نے نہیں مارا
رسولؐ اللہ کے سینے پہ یہ برچھی لگائی ہے

کہا شہؑ نے مرے سینے سے اے ظالم اُتر جا تُو
گلے ملنے کو مجھ سے فاطمہؑ جنّت سے آئی ہے

نہ کیوں مغموم ہوئیں کربلا میں مومنین جا کر
وہاں مدّت تلک ختم الرسلؐ نے خاک اڑائی ہے

محبّو اپنا سر گر تم نہ پیٹو حیف کی جا ہے
تمھارے واسطے شبیرؑ نے گردن کٹائی ہے

قطعہ

ستم گاروں سے بانوؒ نے یہ عابدؑ کی سفارش کی
خدا واقف ہے اُس نے پرورش نازوں سے پائی ہے

یہ دہری بیڑیاں لوہے کی آہستہ پنھاؤ تم
اُسے مُنّت کی بھی زنجیر منّت سے پنھائی ہے

گلا کٹتا تھا شہؑ کا اور چلاتی تھی یہ زہراؑ
دُہائی ہے دُہائی ہے دُہائی ہے دُہائی ہے

کہاں شبیرؑ کا زانو کہاں سر حُر کا اے یارو
یہ شانِ کبریائی ہے یہ قسمت کی رسائی ہے

حرم سے کہتی تھی بانوؒ کہ جی کیوں کر نہ گھبرائے
مجھے اے صاحبو صغریٰ سے یہ پہلی جدائی ہے

پھراتے ہیں لعیں بازار میں زینبؑ کو یہ کہہ کر
جنازہ جس کا اُٹھا رات کو یہ اُس کی جائی ہے

کہا زہراؑ نے شہؑ کی لاش سے حُر کا نہ غم کھانا
ردا زہراؑ نے بیٹا اس کے لاشے پر اڑھائی ہے

غضب ہے شمر یہ ایک ایک سے فخریہ کہتا تھا
چھری میں نے نبیؐ زادہ کی گردن پر چلائی ہے

دعائے بخشش اُمت میں ہے تیری یہ سرشۂ کا
عجب حاجت روائی ہے عجب مشکل کشائی ہے

گلا ننھا سا باقرؑ کا بندھا رسّی سے تو رو رو
پکارا یا علیؑ پہنچو دمِ مشکل کشائی ہے

کہیں گے انبیاؑ جس دم حسینؑ آئیں گے محشر میں
رسول اللہؐ کی اُمت اِسی نے بخشوائی ہے

کہا مقتل میں زہراؑ نے نبیؐ سے لاشوں کو دکھلا
یہ سب حیدرؑ کی دولت ہے یہ سب میری کمائی ہے

کہا شہؑ نے میرے عباسؑ کی ہمت کوئی دیکھو
کٹے ہیں ہاتھ پر قبضے میں دریا کی ترائی ہے

دعا کرتی تھی شہؑ کی لاش اُس کے ہاتھ جل جائیں
مرے نانا کی مسند جس ستم گر نے جلائی ہے

تمنا ہے دبیرؔ خستہ کو یا ربّ کہیں یہ سب
کہ یہ مداح ہے دیں دار ہے اور کربلائی ہے

(۱۲۷)

سلام

قتلِ شبیرؑ کی اے مُجرئی تیاری ہے
دیدۂ فاطمہ زہراؑ سے لہو جاری ہے

صبحِ عاشور یہ زینبؑ سے کہا سرورؑ نے
آج کا دن ترے بھائی پہ بہت بھاری ہے

پوچھا زہراؑ نے کہ کیوں خُلد میں گھبرائے ہو
شہؑ نے فرمایا کہ زنداں میں مری پیاری ہے

کہا عابدؑ نے کہ جس دن سے ہوئے قتل حسینؑ
نہ دوا ہے نہ تسلّی ہے نہ دل داری ہے

تیر کھا کر علی اصغرؑ نے اشارے سے کہا
کیا لبِ خشک دکھانا بھی گناہ گاری ہے

مصطفیؐ کہتے تھے شبیرؑ سے دیکھوں کیا ہو
تم بھی پیارے ہو اور اُمّت بھی مجھے پیاری ہے

کروٹیں لے کے یہ کرتا تھا اشارہ اصغرؑ
گور میں سوؤں گا اب جھولے سے بے زاری ہے

تشنگی فاقہ کشی دربدری محتاجی
ہائے کیا فاطمہؑ کی بیٹیوں پر خواری ہے

کہا حیدرؑ نے شبِ قتل خدا خیر کرے
خود بہ خود آج مجھے قبر میں بے داری ہے

دردِ دل جب ہوا احمدؐ کے تو بولے شاید
برچھی اکبرؑ کے کلیجے پہ لگی کاری ہے

کہتی تھی فاطمہ صغریٰ نہ قضا ہے نہ شفا
مجکو دنیا میں عجب طرح کی بیماری ہے

پوچھا قاسمؑ نے مجھے گود میں لیتا ہے کون؟
رو کے شہؑ نے کہا وہ فاطمہؑ بے چاری ہے

حشر کا مجکو نہیں غم کہ دبیرؔ اُس دن کی
پسرِ احمدِ مختارؐ کی مختاری ہے

÷

دیدہ: آنکھ/دل داری: تسلی/گور: قبر/خواری: ذلیل/کاری: کارمند سخت/قضا: مرگ/مختاری: حکومت

سلام

سلامی شاہ پر شدّت تھی یہ تشنہ دہانی کی
ہوئی تھی گوہر نایاب ان کو بوند پانی کی

پسند آیا قضا کو جو جواں فوجِ حسینی کا
بجائے صاد زخم تیغ کی رُخ پر نشانی کی

پلائے ساغرِ کوثر کھلائے میوۂ جنّت
شہِ بے کس نے حُر کی خلد میں کیا مہمانی کی

ہوا تھا خود بخود شادی کے غم سے رنگ زرد اُس کا
نہ تھی نوشاہ کو حاجت لباسِ زعفرانی کی

قطعہ

غمِ طولِ فراقِ شاہ میں کہتی تھی یہ صغریٰ:
جدا بابا سے ہو کر ہائے تم نے زندگانی کی

شب ہجراں تڑپ کر ہم نے کاٹی وائے محرومی
نہ بابا جان آئے نے اجل نے مہربانی کی

قطار اونٹوں کی دی راہِ خدا میں جس کے دادا نے
اُسے افسوس دی اعدا نے خدمت ساربانی کی

کہا اہلِ وطن نے فاطمہؑ کا لال پیاسا ہے
اٹکتی ہے ہمارے بھی گلے میں بوند پانی کی

مقیّد جب کیا زنداں میں ناموسِ پیمبرؐ کو
تو آ کر روحِ زہراؑ نے سحر تک پاسبانی کی

جوانانِ بنی ہاشم یہی کہتے تھے رو رو کر
نہ دیکھی حیف اکبرؑ نے بہار اپنی جوانی کی

علیؑ اکبر یہ کہتا تھا مجھے مرنے کو جانے دو
قسم اے سبطِ پیغمبرؐ تمھیں میری جوانی کی

غمِ شہؑ میں ہوئے یہ رفتہ رفتہ ناتواں عابدؑ
بدن میں بعد مرنے کے کفن نے بھی گرانی کی

کہا سجادؑ نے صبر و قرار و ہوش نے چھوڑا
تنِ لاغر سے باقی ہے رفاقت ناتوانی کی

غبارِ مرقدِ صغریٰ وہاں قربان ہوتا ہے
لحد ہے جس جگہ پر فاطمہ زہراؑ کے جانی کی

دبیرِ خستہ یہ وہ بزم ہے یاں آکے زہراؑ نے
فغاں کی بال کھولے سر کو پیٹا نوحہ خوانی کی

÷

گوہر نایاب: نایاب موتی / رقضا: موت / فراق: جدائی / پاسبانی: نگہبانی / لاغر: دُبلا / رفاقات: دوستی / خستہ: تھکا ماندہ

(۱۲۹)

سلام

سلامی اوجِ فلک پہ نہیں یہ تارے ہیں
ہماری آہِ شرر بار کے شرارے ہیں

عطش سے غش میں سلامی علیؑ کے پیارے ہیں
جو آنکھ کھلتی ہے تو پانی کے اشارے ہیں

سلامی اشک جو دُرِ نجف ہمارے ہیں
تو مول لینے کو شاہِ نجف کے پیارے ہیں

غمِ حسینؑ سے روشن عمل ہمارے ہیں
فلک ہے سینہ تو داغِ عزا ستارے ہیں

سبیل آپ کی رکھنے سے ہے یہی ثابت
حسینؑ تشنہ دہن خلق سے سدھارے ہیں

عمامہ شہؑ نے جو پھینکا تو بولی یوں زینبؑ
کہ رن سے کیا علی اکبرؑ تمھیں پکارے ہیں

شرربار: چنگاریاں بکھیرنے والی / شرارے: چنگاریاں / سبیل: امامِ مظلوم کے نام پر ٹھنڈا پانی پلوانا / عطش: پیاس

زمیں پہ ذرّے نہ کیوں تڑپیں صورتِ اختر
کہ زیرِ خاک یدُ اللہ کے ستارے ہیں

فلک پہ کیوں نہ کرے فخر کربلا کی زمیں
کہ اس میں بھی اسدُ اللہ کے ستارے ہیں

انگوٹھا دیکھ کے ہونٹوں پہ لاشِ اصغرؑ کا
پکاری بانوؑ ابھی پانی کے اشارے ہیں

کنارِ شہؑ کے تمنا میں کہتے تھے اکبرؑ
شتاب آؤ کہ ہم گور کے کنارے ہیں

قطعہ

نبیؐ نے لاشۂ شبیرؑ سے کہا پیارے
تیرے کلیجے پہ یہ تیر کس نے مارے ہیں؟

پکاری لاش مقامِ حیا ہے اے نانا
میں کس کا نام لوں سب کلمہ گو تمہارے ہیں

حسینؑ آئیں گے جب حشر میں کہیں گے مَلک
اِسی نے کام گناہ گاروں کے سنوارے ہیں

حسینؑ کہتے تھے اکبرؑ نہ جاؤ مرنے کو
تمہارے جینے سے ہم کو بڑے سہارے ہیں

بدن سے کاٹ کے ننھی سی گردنِ اصغرؑ
شلوکے کُرتے بھی بے رحموں نے اتارے ہیں

عزیز رکھتا ہے ربّ عزیز شہؑ کو عزیز
خدا کے پیارے ہیں یہ مصطفیٰؐ کے پیارے ہیں

قطعہ

کہا رفیقوں سے شہؑ نے دکھا کے اعدا کو
ہم ان کے دوست ہیں گو یہ عدو ہمارے ہیں

یہ ظلم کرتے ہیں ہم چاہتے ہیں ان کی نجات
ہم اُن کو پیارے نہیں اور ہمیں یہ پیارے ہیں

حرم یہ کہتے تھے چادر اُڑھاؤ یا حیدرؑ
کہ اب کھُلے ہوئے بلوے میں سر ہمارے ہیں

نسیمِ صبح سے صغریٰؑ یہ پوچھتی تھی مدام
بتا مجھے گُلِ زہراؑ کدھر سدھارے ہیں

کیا جو شاہؑ نے حملہ پکاری روحِ رسولؐ
حسینؑ جانے دو یہ کلمہ گو ہمارے ہیں

سلام

مُجرئی یادِ حق ہے یادِ علیؑ
لوحِ دل پر رقم ہے نادِ علیؑ

خُلد کیا ہے محبّتِ حیدرؑ
قہرِ دوزخ ہے کیا عنادِ علیؑ

دفترِ حشر میں صحیح نہیں
فردِ ایماں بغیر صادِ علیؑ

یوں جگہ خُلد میں ہے شیعوں کی
دل میں شیعوں کے جیسے یادِ علیؑ

خُلد و طوبیٰ و نہرِ کوثر ہے
کاغذ و خامہ و مدادِ علیؑ

چار عنصر ہیں قالبِ دیں کے
فضل و احسان و عدل و دادِ علیؑ

نور ہی نور ہے خدا کا فقط
آتش و خاک و آب و بادِ علیؑ

تنگ دستی سے دی پناہ ہمیں
حرز ہے بازوے جوادِ علی

اُن کی مشکل کے عقدے سب حل ہیں
جن کو دل سے ہے اعتقادِ علی

بابِ فردوس فتح کر دیں گے
قبر میں ہم پڑھیں گے نادِ علی

دل بہ حق لب بہ شکر و دست بہ تیغ
دیکھنا شوکتِ جہادِ علی

گھر علی کا ازل سے ہے جنّت
حُور و غلماں ہیں خانہ زادِ علی

شبِ معراج ساتھ ساتھ رہے
کیا نبیؐ سے تھا اتحادِ علی

صاف دُرِ نجف سے ظاہر ہے
پاک گوہر ہیں خانہ زادِ علی

تیغ سائل کو بخش دی دمِ جنگ
کیا خدا پر تھا اعتمادِ علی

دال ہے خوبیِ قرات پہ
قاریوں کو حدیثِ صادِ علیؑ

ہیں علیؑ خانہ زادِ ربِّ حرم
زادِ ایماں ہے خانہ زادِ علیؑ

جیسے ہیزم کو آگ کھاتی ہے
یوں گنہ شیعوں کے ودادِ علیؑ

مصحفِ انبیاءؑ پڑھے فر فر
روزِ مولد یہ تھا سوادِ علیؑ

حشر میں ہوں گے زیرِ عرشِ علیؑ
شیعیانِ خوش اعتقادِ علیؑ

ہر مرض کی دوا ہے خاکِ شفا
ہر بلا کی سپر ہے نادِ علیؑ

سفرِ حج میں تھی یہ شان اکثر
راحلہ پاؤں فقر زادِ علیؑ

ایک گوشہ ہے جن کا ہفت اقلیم
غیب میں ایسے ہیں بلادِ علیؑ

کیوں نہ چار آئینہ ہو شیعوں کا
ہے رباعی کی قطع نادِ علی

لائقِ کبریا ہیں دو تحفے
داغِ شبیرؑ اور ودادِ علی

بولی قبرِ حسینؑ پہ زینبؑ
خاک میں مل گئی مرادِ علی

سلام

مُجرئی ہنستے رہے شہؑ اور غم دیکھا کیے
زخمِ تن میں سیرِ گلزار اِرم دیکھا کیے

اے فلک مجرے میں جن کے تجھ کو خم دیکھا کیے
حیف تو دیکھا کیا اور وہ ستم دیکھا کیے

کج روی کی ہائے اس سے لشکرِ کفارؔ نے
جن کے اوپر سب پہ جبریلؑ خم دیکھا کیے

بارہا عابدؑ نے راتوں کو فلک پہ کی نگاہ
شاہؑ کے زخموں سے تارے اس پہ کم دیکھا کیے

اشتیاقِ چشمۂ کوثر میں شاہِؑ تشنہ لب
اشک کے قطرے سے بھی دریا کو کم دیکھا کیے

مر گیا اصغرؑ تو اِک ہچکی میں لیکن دیر تک
ہاتھ رکھ کر شاہؑ دیں سینے میں دم دیکھا کیے

اُس کے لاشے کو کیا اہلِ ستم نے پائمال
جس کا سب مُہرِ نبوت پہ قدم دیکھا کیے

جب تلک جیتے رہے شبیرؑ یہ افسوس تھا
قتل اکبرؑ ہو گیا اور ہائے ہم دیکھا کیے

کہتے تھے سجادؑ ہو کر نائبِ مشکل کشا
ہم رن میں آہ بازوے حرم دیکھا کیے

قطعہ

شہؑ کے سر کو دیکھ کر نیزے پہ کہتے تھے حرم
بارہا دوشِ نبیؐ پر تجھ کو ہم دیکھا کیے

مثلِ خورشیدِ قیامت آج ہے نیزے پہ تُو
ہم جدا سب سے ترا جاہ و حشم دیکھا کیے

گہ نظر محرابِ خنجر پر کبھی سوے خیام
ہر طرح سے شاہِ دیں سوے حرم دیکھا کیے

شب خیالِ روضۂ سرورؑ رہا تھا اے دبیرؔ
خواب میں ہم سیرِ گلزارِ ارم دیکھا کیے

سلام

اکیسویں شب آئی ہے ماہِ صیام کی
بجھتی ہے شمع تربتِ خیرالانامؐ کی

دنیا سے کوچ آج وصی نبیؐ کا ہے
شیعوں سے ہے وداع شہِؑ خاص و عام کی

مولود کعبہؑ ہوئے گا زخمی سو پہلے سے
حق نے سیاہ پوش تن بیت الحرام کی

تا محکمی میں حشر کے یہ دو گواہ ہیں
صُوم وصلوٰۃ میں ہے شہادت امامؑ کی

پائے ہیں کس شہیدؑ نے ایسے گواہِ خوں
صوم و صلوٰۃ میں ہے شہادت امامؑ کی

روزے میں آبِ تیغ پیا اور کھایا زخم
لذت علیؑ سے پوچھو اس آب و طعام کی

نوحہ ہے یہ حسنؑ کا کہ فریاد یا خدا
زینبؑ دہائی دیتی ہے خیرالانامؐ کی

ضربت لگائی سجدے میں ابنِ حرام نے
تقصیر کیا ہے حاجیِ بیت الحرام کی

قائم زمانے میں نہ قیامت ہو کس طرح
رحلت ہے آج شافعِ روزِ قیام کی

ارکانِ عرش حق میں تزلزل بپا ہوا
کانپی لحد پیمبرؐ عالی مقام کی

عباسؑ کہہ رہے ہیں کہ مجکو لیا نہ ساتھ
تقصیر تو بتایئے آقا غلام کی

سجدے میں اُس کا کام لعیں نے کیا تمام
جس پر خدا نے اپنی عبادت تمام کی

مجروحِ صبح قدر کیا روزہ دار کو
کی قدر کلمہ گو نے یہ ماہِ صیام کی

قاتل کو جامِ شیر پلایا تو خود پیا
ظالم کی وہ جفا یہ مروّت امامؑ کی

یاں تک سرِ شگافتہ سے خوں بہا تھا آہ
طاقت نہ تھی زبانِ خدا میں کلام کی

کس چشمِ بد نے زخم لگایا علی کو حیف
دیکھی نہ چشمِ زخم نے شکل التیام کی

قاتل قضا پہ سجدے میں سر اور سر پہ تیغ
دیکھو نماز امامِ علیہ السلام کی

نکلا جنازہ گھر سے جو شیرِ الہ کا
فریاد عرش پر گئی ہر خاص و عام کی

سلام (فارسی)

زینبؑ و حالِ تباہش نگرید
گریۂ شام و پگاہش نگرید

سینہ اش ز آتشِ غم یکسر سوخت
تا بزن شعلۂ آہش نگرید

حلقہ چوں داغ زدہ در ماتم
بہ عزا جامہ سیاہش نگرید

پیش چشمش شدہ مذبوحِ حسینؑ
حسرتِ دل بہ نگاہش نگرید

شانۂ بر چہرہ پریشاں زلفش
گردِ مہ ابرِ سیاہش نگرید

تا بزن در تتق ظلمتِ شام
شفقِ خوں رخِ ماہش نگرید

بسرِ خاک بخوں غلطیدہ
باہمہ رفعت جاہش نگرید

ہر کہ او بود پناہِ دوجہاں
کس نکرد آہ پناہش نگرید

پارہ پارہ شدہ پیراہنِ تن
از کتاں جامۂ ماہش نگرید

آں کہ مے سود کُلہ گوشہ بعرش
شمر بر بودہ کلاہش نگرید

چہ بود باعثِ قتلِ معصوم
بے گناہیست گناہش نگرید

ناظرِ مہدیِ ہادیست دبیرؔ
چشم و ابرِ سرِ راہش نگرید

سلام (فارسی)

درِ شبیرؑ و بجاہش نگرید
سرِ تسلیم گواہش نگرید

ماتمِ قبلۂ دیں می دارد
کعبہ و رخت سیاہش نگرید

عاشقِ روے پسر بود حسینؑ
سُوے اکبر بہ نگاہش نگرید

نامِ شبیرؑ اثرہا دارد
آہ و نالہ دو گواہش نگرید

عرش از نالۂ زہراؑ لرزید
شیعیاں خاصۂ آہش نگرید

تنِ سر خاک و سرِ شہؑ بہ سناں
مومناں حالِ تباہش نگرید

داغِ فرزند بہ قلب زہرؑا است
محضر و مُہر گواہش نگرید

چہ بود باعثِ قتلِ معصومؑ
بے گناہیست گناہش نگرید

بود ہفتاد و دو تن یارِ حسینؑ
فوج بیند و سپاہش نگرید

شۂ دعا داد عطایش بیلید
شمرِ بد کرد گناہش نگرید

ماند بے آب چہا باغِ بتولؑ
خشک شد سبز گیاہش نگرید

تنِ زارش ز تفِ غم شد خشک
آتش افتادہ بہ کاہش نگرید

نوگلِ باغِ نبیؐ چوں سبزہ
گشتہ پامال برہش نگرید

شوکتِ خار و سناںش بیند
دے و طغیاں سپاہش نگرید

زیرِ پائے شۂ مردان دیٖر
تاج بیند و کلاہش نگرید

کتابیات

آبِ حیات	مولانا محمد حسین آزاد	رام نرائن بینی مادھو، الہ آباد ۱۹۶۴ء
ابواب المصائب	مرزا سلامت علی دبیر	مطبع یوسفی، دہلی، ۱۸۷۶ء
اُسلوب	عابد علی عابد	اسرار کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۷۶ء
اُردو مرثیے میں مرزا دبیر کا مقام	ڈاکٹر مظفر حسن ملک	مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۶ء
انیس شناسی	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	گلوب آفسٹ پریس، دہلی، ۱۹۸۱ء
اردو مرثیے کا ارتقا	ڈاکٹر مسیح الزماں	دلّی پرنٹنگ پریس، الہ آباد، ۱۹۶۹ء
اُردو رباعی	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء
انتخاب مراثی دبیر		رام نارائن، الہ آباد ۱۹۶۴ء
المیزان	سید نظیر الحسن رضوی فوق	مطبع فیض عام، علی گڑھ، ۱۹۱۶ء
انتخاب مراثی دبیر	ڈاکٹر اکبر حیدری	اتر پردیش اُردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۱۹۸۰ء
اُردو مرثیے کے پانچ سو سال	عبدالروف عروج	کراچی، ۱۹۶۱ء
باقیاتِ دبیر	ڈاکٹر اکبر حیدری	مرزا پبلشرز، حسن آباد، سری نگر، ۱۹۹۴ء
پیمبرانِ سخن	شاد عظیم آبادی	لاہور، ۱۹۷۴ء
تفہیم البلاغت	وہاب اشرفی	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۹۴ء
تلاشِ دبیر	کاظم علی خان	لکھنؤ، ۱۹۷۹ء
دبستانِ دبیر	ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۶۶ء
دربارِ حسین	افضل حسین ثابت لکھنوی	مطبع اثنا عشری، دہلی، ۱۳۳۸ھ
حیاتِ دبیر حصہ اوّل	افضل حسین ثابت لکھنوی	مطبع سیوک سٹیم پریس، لاہور، ۱۹۱۳ء

حیاتِ دبیرؔ حصۂ دوم	افضل حسین ثابت لکھنوی	مطبع سیوک سٹیم پریس، لاہور، ۱۹۱۵ء
دفترِ ماتم، جلد اوّل تا جلد بستم	دبیرؔ	مطبع احمدی، لکھنؤ، ۱۸۹۶ء، ۱۸۹۷ء
دفترِ دبیرؔ	ڈاکٹر ہلال نقوی	محمدی ایجوکیشن پبلشرز، کراچی، ۱۹۹۵ء
رزم نامۂ دبیرؔ	سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۵۴ء
رزم نگارانِ کربلا	ڈاکٹر سیّد صفدر حسین صفدرؔ	ندرت پرنٹرز، لاہور، ۱۹۷۷ء
رباعیاتِ دبیرؔ	مرتب: سیّد سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۵۴ء
اُردُو رباعیات	ڈاکٹر سلام سندیلوی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۶۴ء
سبع مثانی	مرتب سیّد سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی	نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۳۴۹ھ
''رسالہ سرفراز'' لکھنؤ دبیرؔ نمبر	مرتب کاظم علی خان	سرفراز قومی پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۵ء
شعارِ دبیرؔ	مرتب مہذبؔ لکھنوی	یونائیٹڈ پریس، لکھنؤ، ۱۹۵۱ء
شاعرِ اعظم مرزا دبیرؔ	پروفیسر اکبر حیدری	اردو پبلشرز، لکھنؤ، ۱۹۷۶ء
شمس الضحیٰ	مولوی صفدر حسین	مطبع اثنا عشری، دہلی، ۱۲۹۸ھ
ماہنامہ ''کتاب نما'' دبیرؔ نمبر	مرتب: عبدالقوی دسنوی	مکتبۂ جامعہ ملیہ، نئی دہلی، ۱۹۷۵ء
کاشف الحقائق جلد اوّل	امداد امام اثرؔ	مطبع اسٹار آف انڈیا، ۱۸۹۷ء
کاشف الحقائق جلد دوم	امداد امام اثرؔ	مکتبۂ معین الادب، لاہور، ۱۹۵۶ء
فسانۂ عجائب	رجب علی بیگ سرورؔ	سنگم پبلشرز، الٰہ آباد، ۱۹۶۹ء
مرزا دبیرؔ اور ان کی مرثیہ نگاری	ڈاکٹر نفیس فاطمہ	لیتھو پریس، پٹنہ، ۱۹۸۷ء
مراثیِ دبیرؔ، جلد اوّل	مرزا دبیرؔ	نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۸۷۵ء
مراثیِ دبیرؔ، جلد دوم	مرزا دبیرؔ	نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۸۷۶ء
ماہِ کامل	مہذبؔ لکھنوی	سرفراز قومی پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۱ء

مرزا دبیر کی مرثیہ نگاری	ایس اے صدیقی	راحت پریس، دیوبند، ۱۹۸۰ء
مرزا سلامت علی دبیر	ڈاکٹر محمد زمان آزردہ	مرزا پبلشرز، حسن آباد، سری نگر، ۱۹۸۵ء
ماہِ نو، راول پنڈی، دبیر نمبر	مدیر فضل قدیر	راولپنڈی، ۱۹۷۵ء
موازنۂ انیس و دبیر از شبلی نعمانی	ڈاکٹر فضل امام	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۸۸ء
نادراتِ مرزا دبیر	ڈاکٹر صفدر حسین	چمن بک ڈپو، دہلی، ۱۹۷۷ء
واقعاتِ انیس	سیّد مہدی حسن احسن لکھنوی	مطبع اصح المطابع، لکھنؤ، ۱۹۰۸ء
یادگارِ انیس	میر احمد علوی	سرفراز پریس، لکھنؤ، ۱۹۵۷ء